قدیم اور جدید معاشی نظریات کا تعارف

(پہلی قسط)

مفتی عارف محمود
استاذ و رفیق شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

معاشیات کا قدیم تصور اور طرزِ عمل

معیشت اور تجارت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود انسان کی، احتیاج برائے مبادلہ (Need of Exchange) کی جڑیں زمانے کے اس دور سے پیوستہ ہیں جس وقت دو انسانوں نے آپس میں دو مطلوبہ چیزوں کا تبادلہ کیا۔ البتہ تجارت نے بحیثیت ایک پیشے اور معاشی کاروبار کی باقاعدہ شکل حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں اختیار کی، ان کے تجارتی بیڑے تھے، اور ان کے تجارتی ایجنٹ (Agent) مختلف شہروں میں وہاں کے تجارتی احوال سے باخبر رکھنے پر مامور تھے۔ (دائرۃ المعارف لفرید وجدی: ۵۴۰/۲، بیروت)

یونانیوں کی معاشی سرگرمیاں

یونانیوں نے اپنے دورِ حکومت میں تجارت کے پیشے کو خوب ترقی دی، یہاں تک کہ ان کو سیاسی اور معاشی دونوں طرح کا تفوق حاصل رہا، ان کے بعد رومیوں کے حکمرانوں ''بومی'' اور ''آغوست'' کے دور میں تجارتی اور معاشی سرگرمیوں کو مزید عروج ملا، لیکن رومی بادشاہ ''تیبر'' کے زمانہ میں معاشی زوال کی ابتداء ہوئی اور آئے روز اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا، اگرچہ بعد کے کئی رومی حکمرانوں نے اسے روبزوال ہونے سے بچانے کی بہت کوششیں کیں، لیکن ان کی کوئی کوشش اور محنت بارآور ثابت نہ ہوسکی۔ (حوالہ بالا: ۵۴۰/۲)

قدیم عرب کا معاشی نظام

زمانہ گزرتا رہا اور یوں عربوں کا دور شروع ہوا، ان کے معاشی حالات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم عرب کا معاشی نظام اور طرزِ عمل گو کہ آج کے جدید معاشی نظاموں کی طرح کوئی مکمل نظام تو نہیں تھا، لیکن چوں کہ وہ بھی انسانوں کا وضع کردہ ایک نظام تھا، اس لئے اس میں ایک معاشی نظام کے تمام بنیادی عنصر پائے جاتے تھے، جن کی بنیادوں پر تہذیب و تمدن کی ترقی کے ساتھ نئے معاشی نظاموں کی

عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں ۔ یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان نے جو نظام بھی ہدایت الٰہیہ کی روشنی اور رہنمائی کے بغیر محض اپنی عقل وفہم اور ذاتی تجربے کی بنیاد پر وضع کیا، اگر چہ ظاہر بینوں کو اس میں نفع ہی نفع نظر آتا ہے، مگر پھر بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنے اندر خامیاں اور نقصانات کو پنہاں کئے ہوئے ہوتا ہے، جنہیں یا تو اصحاب اقتدار کے ظلم وجبر نے دبایا ہوتا ہے، یا زمانے کی چکا چوند، اغراض ومفادات کی دبیز چادر نے چھپایا ہوا ہوتا ہے، کیونکہ انسانی عقل ناقص ہے، کامل نہیں کہ اس کی بنیاد پر کوئی بے عیب نظام وضع کیا جاسکے اور وہ خامیوں سے مبرّا ہو، ایک مکمل اور بے عیب نظام کے لئے انسانی عقل وفہم کے ساتھ احکامات وہدایات الٰہیہ کی رہنمائی بھی ناگزیر ہے۔

عصر جاہلیت میں عرب کا معاشی نظام

زمانہ جاہلیت میں عربوں کے معاشی حالات کا جائزہ لینے سے ان کے مندرجہ ذیل معاشی پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں: ۱:......تجارت ۔۲:......زراعت ۔۳:......صنعت وحرفت ۔۴:......دیگر پیشے۔ ۵:......غارت گری۔۶:......متفرقات۔

۱:......تجارت

عرب قوم کا دنیا کی دیگر اقوام عالم میں عمومی تعارف بحیثیت تجارت پیشہ قوم کے تھا۔ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ واقع ہونے کی وجہ سے آج کی طرح اس زمانہ میں بھی اُسے تقدس واحترام حاصل تھا، اسے دنیا کا محفوظ ترین مقام جانا جاتا اور دنیا کے مختلف خطوں سے حجاج اپنا تجارتی سامان لاکر یہاں فروخت کرتے اور یہاں سے خریدا ہوا تجارتی سامان دنیا کے دیگر علاقوں میں لے جاتے تھے۔ اس طرح مکہ مکرمہ کو زمانہ قدیم سے دینی شرافت کے ساتھ ایک بین الاقوامی تجارتی مرکز ہونے کا بھی درجہ حاصل رہا ہے۔

عربوں کے تجارتی بازار اور مراکز

مختلف اشیاء کی خرید وفروخت کے لئے مخصوص اور الگ تجارتی بازار اور مراکز قائم ہوتے تھے، کتب تاریخ میں ان کا تذکرہ ملتا ہے:

۱:......سوق العطارین' عطر فروشوں کا بازار (Perfumes Markiet)
۲:......سوق الفواکہ، پھلوں کا بازار (Fruits Markiet)
۳:......سوق الرطب، کھجور منڈی (Dates Markiet)
۴:......سوق البزازین، کپڑا فروشوں کا بازار (Cloth marchent's Markiet)
۵:......زقاق للحذائین، جوتوں کا بازار (Center of shoes)
۶:......مکان للحجامین والعلاقین، حجام (Hair Cutters Saloons)

اس کے علاوہ یہاں کی غلہ منڈی میں گیہوں اور اناج وغیرہ جبکہ بازار میں شہد، مصالحہ جات

اور دیگر اشیاء خوردونوش بھی بکثرت ملتی تھیں۔ (السیرۃ النبویۃ، للندوی) علاوہ ازیں یمن اور مدینہ منورہ سے نکالی گئی تجارت پیشہ یہود قوم اس وقت طائف میں قیام پذیر تھی۔ (فتوح البلدان، ص:۶۵)

قریش مکہ اور تجارت

قریش مکہ ایک تجارت پیشہ قوم تھی، جیسا کہ اسم قریش کے لغوی معنی (تجارت اور کسب کرنے والا) سے بھی ظاہر ہوتا ہے، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سمیت قریش من التقرش :وهو التكسب والتجارة ،حكاه ابن هشام رحمه الله ''. (البدایہ والنہایہ لابن کثیر، قریش نسباً واشتقاقاً وفضلاً: ۱/۱۹۹ الحقانیہ بشاور)

وہ سال میں دو مرتبہ تجارتی سفر کیا کرتے، موسم سرما میں یمن اور موسم گرما میں شام کا تجارتی سفر کرتے تھے۔ (جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری، تفسیر سورۃ قریش: ۱۲/۱۹۹، دارالمعرفۃ، بیروت)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انہی تجارتی اسفار کا ذکر بطور احسان فرمایا ہے، بقول مؤرخین ان تجارتی اسفار کا آغاز حضور ﷺ کے دادا ہاشم نے کیا، وہ ہر سال بغرض تجارت شام اور فلسطین جایا کرتے، یوں اس طرح مستقل تجارتی سفروں کی بنیاد پڑ گئی۔ (تاریخ الطبری المعروف بتاریخ الأمم والملوک، ہاشم: ۲/۱۲، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت)

قریش کے تقریباً تمام مرد و عورت تجارت پیشہ تھے، ان کے ہاں یہ عام رواج تھا کہ جو تاجر نہ ہوتا اس کی معاشرہ میں کوئی عزت نہ ہوتی تھی۔ ان کے تجارتی قواعد وضوابط نے ایک مکتب کی صورت اختیار کر لی تھی، جس نے اوزان اور حسابات کے نظام کو پروان چڑھایا۔

(تاریخ الاسلام، للدکتور حسن ابراہیم، الباب الاول، العرب قبل الاسلام، التجارۃ فی بلاد العرب: ۱/۶۳، دار إحیاء التراث العربی)

علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''سیرۃ النبی'' میں قبل از اسلام عربوں کے حالات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''چاندی اور سونے کی کانیں بکثرت ہیں، علامہ ہمدانیؒ نے ''صفۃ جزیرالعرب'' میں ایک ایک کان کا نشان دیا ہے، قریش جو تجارت کیا کرتے تھے، مؤرخین نے لکھا ہے وہ زیادہ تر ان کا مال تجارت چاندی ہوتی تھی۔ برٹن صاحب نے مدین کے طلائی معادن پر خاص ایک کتاب لکھی ہے۔(Gold Minees of Median) مکہ کے تاجر چمڑا، کھالیں اور طائف کا منقی برآمد کیا کرتے تھے''۔

(سیرۃ النبی، للشبلی نعمانیؒ، تاریخ عرب قبل اسلام، عرب: ۱/۱۰۵، نیشنل فاؤنڈیشن اسلام آباد)

وہ جنوبی یمن، ہند اور افریقہ سے سونا، قیمتی پتھر، صندل کی لکڑی، زعفران، خوشبوئیں، گرم مصالحہ جات اور جڑی بوٹیاں درآمد کیا کرتے تھے۔ یہ اشیاء گو وزن میں کم مگر قیمت میں زیادہ ہوتی تھیں۔ یمن کے عطور اور بخور اور کپڑا بالخصوص قبولیت عام کا درجہ رکھتے تھے۔ چین سے ریشم، عدن سے قیمتی کپڑے، افریقہ سے غلام، کرایہ کے سپاہی مزدور، شام اور مصر سے سامان تعیش، روم کی صنعتی

پیداوار خصوصاً ریشم ، روئی اور مخمل کے نفیس کپڑے ، شام سے ہتھیار ، اناج اور تیل ، افریقہ سے ہاتھی دانت کی مصنوعات اور سونے کی مٹی وغیرہ درآمد کیا کرتے تھے ۔

زمانہ جاہلیت کے بازار

بازار تجارتی سرگرمیوں کی جائے پیدائش ، مقام تربیت ، نقطہ عروج اور مظہر اتم ہوتے ہیں ، یہاں سے ہی تجارتی سرگرمیاں پھلتی پھولتی اور پروان چڑھتی ہیں ۔ قواعد وضوابط اور تجارتی نظریات ، جغرافیائی ضروریات کے پیش نظر وجود میں آتے ہیں ، لوگ انہیں مختلف ناموں سے موسوم کرتے ہیں ۔ دورِ جاہلیت میں قائم کئے گئے تجارتی بازار یہ ہیں :

ا:...... عکاظ ۔۲:...... ذو المجاز ۔۳:...... مجنہ ۔۴:...... صنعاء ۔۵:...... تعز ۔۶:...... رابیہ ۔ ۷:...... شحر ۔۸:...... مشقر ۔۹:...... حجر ۔۱۰:...... نطاۃ ۔۱۱:...... دومۃ الجندل ۔۱۲:...... صحار ۔ ۱۳:...... ریا ۔۱۴:...... عدن ۔۱۵:...... بصری ۔۱۶:...... دبا ۔ ۱۷:...... بدر ۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ، مولانا حفظ الرحمٰن ، ص : ۲۵ ، دہلی)

زمانہ جاہلیت میں نظام زرمبادلہ

زمانہ جاہلیت میں سکوں کا رواج تھا ، دینار اور درہم کی چلت زیادہ تھی ، جبکہ ان کے ساتھ ساتھ حمیری سکے بھی لین دین میں قبول کئے جاتے تھے ۔ (فتوح البلدان للبلاذریؒ) ان سکوں کی قدر و قیمت کی تعیین ان کے وزن سے ہوتی تھی ، نہ کہ ان کی ظاہری قدر (Face Value) سے ۔

اس دور میں دو نظامِ زر کام کر رہے تھے : ا:...... سونا ۲:...... چاندی ، جن ممالک میں سونا یعنی دینار کا رواج تھا ، وہ ''اہل الذہب'' کہلاتے تھے ، جیسے مصر اور شام وغیرہ ، اور جن ممالک میں چاندی یعنی درہم کا رواج تھا ، انہیں ''اہل الورق'' کہا جاسکتا ہے ، جیسے : عراق اور بابل ۔

زمانہ جاہلیت کی مشہور تجارتی شکلیں

قبل از اسلام عرب بالخصوص مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ اور طائف میں رائج بعض مشہور تجارتی شکلوں کا ہم ذیل میں تذکرہ کرتے ہیں ، لیکن یاد رہے کہ اسلام نے ان تمام تجارتی شکلوں کو ممنوع قرار دیا ہے ۔

ا:...... بیع منابذہ

جب بائع (فروخت کرنے والا) مشتری (خریدار) کی طرف کپڑا پھینک دیتا تو بیع لازم ہوجاتی ۔ (الہدایۃ للمرغینانی ، کتاب البیوع ، باب البیوع الفاسد : ۵/۱۰۰ ، مکتبۃ البشریٰ ، کراچی)

۲:...... بیع ملامسہ

جب مشتری فروخت کی جانے والی چیز کو چھولیتا تو بیع لازم ہوجاتی ۔ (حوالہ بالا)

۳:...... بیع حبل الحبلۃ

مشتری اونٹنی اس شرط پر لیتا کہ جب وہ جنے، پھراس کا جو بچہ ہو، وہ جنے، تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔ (بدائع الصنائع، کتاب البیوع: ۳۲۶/۴، مکتبۃ رشیدیۃ)

۴:...... بیع صفقہ

مشتری بائع کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مار کر یہ ثابت کرتا کہ اب بیع مکمل ہوگئی، بعض دفعہ بائع چاہے یا نہ چاہے، مشتری چالاکی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بیع کر لیتا جو بائع کو مجبوراً قبول کرنا پڑتی۔
(الکفایۃ علی الہدایۃ فی ذیل فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد: ۵۵/۶، رشیدیہ)

۵:...... بیع محاقلۃ

اناج کی بالیاں پکنے سے پہلے تاجر کھیتوں کی پیداوار خرید کر قبضہ کر لیتے، تاکہ بعد میں اپنی من مانی قیمت پر بیچ سکیں۔ (صحیح مسلم وشرحہ للنووی، کتاب البیوع، باب النہی عن المحاقلۃ: ۱۰/۲، سعید)

۶:...... بیع مزابنہ

پکی اور ٹوٹی ہوئی کھجوروں کو درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کے عوض فروخت کیا جاتا تھا، جس میں نقصان اور جھگڑا دونوں کے امکانات ہوتے تھے۔ (حاشیۃ ابن عابدین، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد: ۶۵/۵، سعید)

۷:...... بیع مصراۃ

دودھ والے جانور کو فروخت کرنے سے ایک دو دن قبل سے دوہنا چھوڑ دیتے، تاکہ بیچتے وقت تھنوں میں دودھ زیادہ نظر آئے اور خریدار سے زیادہ قیمت وصول کی جاسکے۔
(فتح الباری، کتاب البیوع، باب النہی أن لا یحفل: ۴۵۴/۴، ۴۵۵، قدیمی)

۸:...... بیع عربان

نسائی (ادھار) اور بیعانہ والے معاملہ کو کہتے ہیں کہ مشتری بائع کو کچھ رقم پیشگی بطور بیعانہ دے دیتا، اس شرط پر کہ اگر مشتری بیع کو مقررہ وقت کے اندر نہ خرید سکے تو بائع بیعانہ کی رقم بطور حرجانہ ضبط کرلے گا، اور اگر بائع مطلوبہ مبیع فروخت نہ کرنا چاہے تو بیعانہ کے برابر اور رقم بطور جرمانہ دے گا۔
(حجۃ اللہ البالغۃ، باب البیوع المنہی عنہا: ۲۸۶/۲، زمزم پبلشرز کراچی)

۹:...... بیع نجش

ایسی بیع جس میں زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے چالاک بائع (جو عموماً سرمایہ دار ہوتا ہے) یہ حیلہ اختیار کرتا ہے کہ وہ چند اشخاص کو اس لئے مقرر کرلے کہ جب مبیع کی بولی ہورہی

ہوتو وہ صرف قیمت بڑھانے کے لئے اپنی طرف سے زیادہ دام بتاتے جائیں، تاکہ مشتری زیادہ قیمت پر خریدنے پر مجبور ہوجائے۔ (فتح الباری، کتاب البیوع، باب النجش: ۴/۴۴۷، قدیمی)

۱۰:......بیع مضطر

ایسے حاجت مند شخص کی بیع جو اپنی سخت حاجت میں اپنا مال اونے پونے داموں فروخت کرے، یا اپنی مجبوری کی وجہ سے انتہائی مہنگے داموں چیز خریدے۔

(حاشیہ ابن عابدین، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب بیع المضطر وشراءہ فاسد: ۵/۵۹، سعید)

۱۱:......بیع الکالی بالکالی

اس کو بیع الدین بالدین بھی کہتے ہیں، ایسی بیع جس میں دونوں طرف ادھار ہو۔ (بدائع الصنائع، کتاب البیوع، شرائط الرکن: ۴/۴۳۳، رشیدیہ) اس کی کئی صورتیں ہیں: موجودہ دور میں رائج سٹہ بازی (Speculation) بھی اس کی ایک صورت ہے۔

۱۲:......بیع غرر

ایسی بیع کو کہتے ہیں جس میں عوضین میں سے ایک کی مقدار، مدت، یا قیمت متعین اور معلوم نہ ہو، جیسے ہوا میں اڑتے پرندوں کی بیع، جانور کے پیٹ میں بچے کی بیع وغیرہ۔

(فتح الباری، کتاب البیوع، باب بیع الغرر وحبل الحبلۃ: ۴/۴۴۹، قدیمی)

۱۳:......شہری کا دیہاتی کے لئے بیع کرنا

اس بیع کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی دیہاتی اپنا فروختنی مال لے کر شہر آتا کہ موجودہ قیمت پر اس کو فروخت کرے، شہر کے لوگ اسے ترغیب دیتے کہ اس وقت بازار اترا ہوا ہے، وہ ان کو بیچنے کا مجاز بنادے اور مال ان کے حوالے کرے، تاکہ گرانی بڑھنے کے بعد وہ فروخت کریں اور اسے زیادہ نفع حاصل ہو، حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم وشرحہ، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی: ۲/۴، سعید کراچی)

۱۴:......تلقی جلب

بیرونی، تجارتی قافلوں کی شہر آمد سے قبل ہی شہر کے تاجر اُن کا سرمایہ خرید لیتے تھے، تاکہ ان سے سستے داموں خرید کر سرمایہ دارانہ ذہن رکھنے والے لوگ مصنوعی گرانی پیدا کرنے کے بعد اُسے مہنگے داموں فروخت کرسکیں۔ (أوجز المسالک إلی مؤطا مالک، کتاب البیوع، باب ما ینہی عنہ من المساومۃ والمبایعۃ: ۵/ص ۱۵، مکتبہ امدادیہ ملتان)

۱۵:......بیع سنین ومعاومہ

اس طرح بیع کی جائے کہ اس سال جو کچھ پھل اس درخت پر آئے وہ فروخت کیا جائے۔

ناپید اور معدوم شئے کی بیع ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا ہے۔

(بذل المجہود فی حل أبی داؤد، للسہارنفوریؒ، کتاب البیوع، باب فی بیع السنین: ۲۵۱۵، مکتبہ امدادیہ ملتان)

زمانہ جاہلیت کی بیوعات کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر

زمانہ جاہلیت کی مذکورہ بالا صورتوں کے درست نہ ہونے کی وجہ یا تو طرفین کی رضامندی اور خوشنودی کا فقدان، دھوکہ دہی اور غرر ہے، یا پھر آئندہ طرفین کے درمیان نزاع پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اسلام نے خرید وفروخت کے سلسلہ میں نہایت متوازن اصول مقرر کئے ہیں، جس میں تاجر اور خریدار کی نفسیات اور ان کے جذبات کا پورا پورا لحاظ ہے، جس میں اس بات کی پوری رعایت ہے کہ گراں فروشی کو روکا جائے، جس میں اس بات کا پورا پورا خیال ہے کہ آئندہ کوئی نزاع پیدا نہ ہونے پائے، جس میں اس امر کا پورا پاس رکھا گیا ہے کہ طرفین کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ ان پر مسلط نہ کیا جائے، اور جس میں قدم قدم پر یہ احتیاط ملحوظ ہے کہ ایک فریق دوسرے کا استحصال نہ کرے، تجارت کے معاملے کو دھوکہ دہی، فریب اور چالبازی سے محفوظ رکھا جائے، اور جہاں کوئی ایسا کر گزرے تو اس کی تلافی کی تدابیر بھی فراہم کی جائیں۔ (قاموس الفقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (ب) بیع: ۳۵۰/۲، زمزم پبلشرز کراچی)

ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب کی تحریر

ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب دور جاہلیت کی مختلف تجارتی شکلوں کو شرح وبسط سے تحریر فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ''یہاں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ان اشکال مبادلہ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام جاہلیت کے عرب طلب ورسد کے فطری قوانین سے بخوبی آگاہ تھے۔ احتکار اور اکتناز کے ذریعے مال کو روک کر مصنوعی قلت پیدا کرنا اور قیمتوں کو بڑھا چڑھا کر وصول کرنا ان کا بھی عام فن تھا، وہ تخمین اور سٹہ بازی (Speculation) میں بھی ماہر تھے۔ وہ شہر کے باہر سے آنے والے تجارتی کاروانوں سے سامان تجارت اور خصوصاً غلہ خرید کرتے اور بازار میں مصنوعی قلت کی حالت پیدا کرکے اپنی من مانی قیمتیں وصول کرتے، کسانوں کو (بالخصوص طائف اور مدینہ میں) سودی قرضے دیتے اور ان کی تمام فصل (پیداوار) پر قبضہ کرلیتے، گویا تاجر ''زیادہ سے زیادہ نفع'' (Profit Maximization) کے استحصالی حربہ کے استعمال میں آج کے سرمایہ داروں سے ملتے جلتے تھے، جو اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ سرمایہ دار کی استحصالی ذہنیت ہر دور میں ایک جیسی رہی ہے''۔ (نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی، ڈاکٹر نور محمد غفاری، دور جاہلیت کی چند تجارتی شکلیں، ص: ۴۱، شیخ الہند اکیڈمی کراچی۔ تجارت کے اسلامی اصول وضوابط، ڈاکٹر نور محمد غفاری، ص: ۵۷، شیخ الہند اکیڈمی کراچی)

(جاری ہے)